Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقرر نصاب کے مطابق

غیر متبدل قوانینِ قرآن

قوانینِ الٰہی کی پابندی اور اِنحراف کے نتائج

الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹرC-18، اسکیم-33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

جس طرح مادہ، نباتات و جمادات اور حیوانات کی تقدیریں متعین ہیں جس میں تبدیلی کا کوئی تصور تک ممکن نہیں۔ اسی طرح انسان کے تمام اچھے اعمال جو انسان انجام دے سکتا ہے یا برے اعمال جو وہ کر سکتا ہے، ان تمام اعمال کی تقدیرات متعین ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ کوئی بھی انسان کسی بھی عقیدے یا علاقہ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو، وہ وقت کے کسی بھی لمحے میں زندہ ہو اور جو بھی نیکی کرے یا بدی کرے تو اس کے نتائج معینہ اور طۂ شدہ ہیں۔ یہ کائنات انہی معنوں میں بر حق ہے کہ یہاں کسی بھی فعل کا نتیجہ مرتب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ارشاد ہوا ہے:

وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ (الجاثیہ: ۲۲)

”اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بر حق پیدا کیا ہے تا کہ ہر نفس کو اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے اور لوگوں پر ہر گز ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

ہر قانون قدرت کا علم انسان سے ایک خاص قسم کا عمل چاہتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اس قانون کے عمل کے نقصان سے بچ جائے اور اس کے فائدہ سے مستفید ہو۔ مثلاً ہم جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے تو اس میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالتے بلکہ اس کی حرارت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات علیم و حکیم ہے تو اس نے انسان کی کامیابی و کامرانی کے لیے علم و حکمت پر مبنی قوانین بنائے ہیں۔ ان قوانین خداوندی کی پابندی کے نتیجے میں انسان ہدایت و سعادت حاصل کرتا ہے۔ سلامتی اور خوشگوار زندگی اور کامیابی و کامرانی اِسی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں

کامیابی کے لیے قرآن حکیم نے واضح نوید دی ہے کہ:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ (النور:۵۵)

”اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ زمین کی خلافت ان کو عطا کرے گا۔ اس طرح جس طرح ان لوگوں کو دے چکا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ نیز ایسا بھی ضرور ہونے والا ہے کہ ان کے دین کو جو ان کے لیے پسند کر لیا گیا ہے، ان کے لیے جما دے اور خوف و خطر کی زندگی کو امن و امان کی زندگی سے بدل دے۔ وہ (بے خوف و خطر) میری بندگی میں لگے رہیں گے اور میرے ساتھ کسی ہستی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ پھر جو کوئی اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ ہیں جو نافرمان ہوئے۔“

اس دنیا میں صرف امن و سکون ہی نہیں بلکہ بہت سی نعمتیں ان کے لیے میسر ہو جائیں گی۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

(المائدہ:۶۶)

”اگر وہ تورات اور انجیل اور جو کچھ ان کے پروردگار کی جانب سے ان پر نازل ہوا ہے (ان قوانین کو سچائی کے ساتھ) قائم رکھتے تو ضرور ایسا ہوتا کہ ان کے اوپر سے بھی اور ان کے قدموں کے نیچے سے بھی انہیں برکتیں ملتیں ان میں سے کچھ لوگ میانہ رو ہیں

اور بہت سے ایسے ہیں جن کے اعمال برے ہیں۔"

وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۹﴾ (آل عمران:۱۳۹)

"اگر تم ایمان والے (قوانین خداوندی کے پابند) ہو تو تم ہی سب سے سربلند ہو۔"

وَ لَوۡ اَنَّ اَہۡلَ الۡقُرٰۤی اٰمَنُوۡا وَ اتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَیۡہِمۡ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ

(الاعراف:۹۶)

"اگر ان بستیوں میں رہنے والے ایمان لاتے اور برائیوں سے بچتے تو ہم آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے ضرور ان پر کھول دیتے۔"

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡاَمۡنُ وَ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۸۲﴾

(الانعام:۸۲)

"جن لوگوں نے اللہ کو مانا اور اپنے ماننے کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا تو انہیں کے لیے امن وسلامتی ہے اور وہی ٹھیک راستہ پر ہوئے۔"

فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ہُدًی ۬ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ ہُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشۡقٰی ﴿۱۲۳﴾ (طٰہٰ:۱۲۳)

"اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی پیام ہدایت آیا تو جو کوئی میری اس ہدایت پر چلے گا تو وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ دکھ میں پڑے گا۔"

وَ اِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾

(ابراہیم:۶۰)

"اور (کیا وہ وقت بھول گئے؟) جب تمہارے پروردگار نے اپنے اس قانون کا اعلان کیا تھا: اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں بخشوں گا اور اگر ناشکری کی تو (پھر یاد رکھو!) میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔"

اخروی زندگی کی فلاح وکامیابی

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ
(البقرہ:۲۵)

”جن لوگوں نے ایمان کی راہ اختیار کی اور ان کے کام بھی اچھے ہوئے تو ان کے لیے (ابدی راحت کے) باغوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔“

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ؕ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ (یونس:۶۴-۶۳)

”یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور زندگی ایسے بسر کی کہ برائیوں سے بچتے رہے۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی کامرانی و سعادت کی بشارت ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ اللہ کے قانون اٹل ہیں، کبھی بدلنے والے نہیں اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے جو انسان کے حصہ میں آسکتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے قوانین سے انحراف کے نتائج

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے قوانین کی تکذیب یا انحراف کے نتائج کا تعلق ہے تو قرآن حکیم نے اس رویہ کے تباہ کن نتائج بھی بیان کر دیے ہیں۔ دنیا میں ان کے مکافات عمل کی گرفت میں آنے کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَ اُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ (الاعراف:۱۸۳-۱۸۲)

”جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں ہم ان کو بتدریج گرفت میں لیے جا رہے

ہیں۔ اس طور پر کہ ان کو خبر ہی نہیں اور اللہ ان کو مہلت دیتا ہے، بیشک میری تدبیر بہت مستحکم ہے۔"

اس آیات کریمہ کی رو سے اس قسم کے لوگوں کو قانون مکافات عمل ایک بہت سست اور غیر محسوس انداز میں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ وہ اس طرح سے کہ خود اس قسم کے طرز عمل کا مظاہرہ کرنے والوں کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اور جب وہ مکمل طور پر اس قانون کی گرفت میں آجاتے ہیں تو اس قسم کے لوگوں پر بدترین ذلت و مسکنت مسلط ہو جاتی ہے اور وہ دنیا میں ذلت کی ایک عبرت ناک مثال بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے منجملہ جرائم میں سے ایک جرم اللہ تعالیٰ کے قوانین کی تکذیب اور ان سے انحراف بھی تھا لہذا قانون مکافات عمل کے تحت ان پر بھی ذلت کی مار پڑی۔

ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

(سورۃ آل عمران:۱۱۲)

"ان پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی سوائے اس کے کہ یہ اللہ تعالیٰ یا لوگوں کی پناہ میں ہوں۔ یہ غضب الٰہی کے مستحق ہو گئے ان پر مسکنت مسلط ہو گئی یہ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی آیات سے کفر کرتے تھے اور ناحق انبیاء کی توہین کیا کرتے تھے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا۔"

یوں ان پر نہ صرف ذلت و مسکنت طاری ہو جاتی ہے بلکہ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کے رُخ بھی پھیر دیئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگ جو نظر آنے والے واضح حقائق سے روگردانی کریں تو پھر ان کی فہم و بصیرت کا رخ موڑ دیا جاتا ہے اور انہیں

سیدھی راہ پر آنے سے روک دیا جاتا ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ (سورۃ المومن: ٦٢-٦٣)

”یہ ہے تمہارا اللہ تم سب کا رب ہر شے کا خالق اس کے سوا کوئی رب نہیں پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟ اس طرح وہ لوگ بھی پھیر دیئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات (نشانیوں / قوانین) کا جانتے بوجھتے انکار کریں۔“

ان آیات کریمہ میں رخ پھیر دیئے جانے کے لیے دو الفاظ تُؤْفَكُوْنَ اور يُؤْفَكُ آئے ہیں، اس کے معنی جھوٹ بولنے، جھوٹی بات بنانے، کسی شے کو الٹ دینے اور اس کا رخ پھیر دینے کے ہیں۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہوتی ہے جب انسان کا دل و دماغ دونوں حقائق کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ اسے ماننے سے انکار کر دے تو اس کا نتیجہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کا اندھا ہو جانا ہے۔ جو لوگ کھلے اور بین حقائق کا انکار کر دیں تو اس قسم کے لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے اور یہ لوگ کچھ بھی سوچنے سمجھنے سے مکمل طور پر معذور ہو جاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ (سورۃ المؤمن: ٣٥)

”جو بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اللہ اور مومنین کے نزدیک جھگڑا ناپسند ہے اس طرح اللہ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

اس آیت میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اللہ نے ان کے قلب پر مہر لگا دی ہے،

اب یہ سوچ سمجھ نہیں سکیں گے۔ گویا جب کوئی شخص / قوم اللہ تعالیٰ کے واضح اور بین قوانین کا استرداد کرے اور اس ضمن میں تمام حدود پھلانگ جائے تو پھر ایسے افراد یا اقوام کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مکمل طور پر ختم کر دی جاتی ہیں۔ اس پورے عمل کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ مکمل طور پر گمراہ ہو کر ظلمات کے اندھیروں میں گم ہو جاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ (سورۃ الانعام:٣٩)

"اور جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں اور ظلمات میں پڑے ہوئے ہیں اور جو چاہے وہ اللہ (قانون کے مطابق) ضلالت لے لے اور جو چاہے ہدایت لے لے۔"

اس آیت کریمہ کی رو سے ایسے لوگ جو اللہ کے قوانین کا انکار کرتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں یعنی نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں۔ یہ قلوب پر مہر کا نتیجہ ہے اور اس مہر کے نتیجے میں وہ ظلمات کے اندھیروں میں کھو جاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا دنیاوی انجام ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کھلے اور واضح قوانین کی تکذیب کرتے ہیں، انہیں ماننے سے انکار کرتے ہیں یا پھر ان سے انحرافات کرتے ہیں۔

قوانین خداوندی کے انحراف کے نتیجے میں دنیا کے اندر ہدایت و سعادت کی محرومی کے علاوہ اس دنیا میں معاش و رزق کی تنگی اور عدم سلامتی جیسے معاملات کا بھی قرآن حکیم نے جابجا ذکر موجود ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (سورۃ طٰہٰ:١٢٤)

”اور جو میرے ذکر سے روگردانی کرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی“

اس کے بعد بھی اگر تم باز نہ آئے اور قوانین خداوندی کی طرف نہ لوٹے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ تہاری جگہ دوسری قوم لے لے گی۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ (سورۃ الفتح: ۳۸)

”اگر تم روگردانی کی راہ اختیار کروگے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا۔“

قوانین خداوندی کے انحراف کا اخروی انجام

جہاں تک ان لوگوں کے اخروی انجام کا تعلق ہے تو وہ بھی کم حسرت ناک نہیں۔ قرآن مجید میں اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس قسم کے لوگ آخرت میں اندھے اٹھیں گے، جب ان سے سوال جواب کیئے جائیں گے تو ان کے پاس اپنے افعال کا کوئی جواز نہیں ہو گا۔ یہ چونکہ خاسرین میں سے ہوں گے لہذا جہنم ان کا ابدی ٹھکانہ بن جائے گی۔ ان نکات کی انفرادی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۴۔۱۲۷)

”اور جو میرے ذکر سے روگردانی کرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی اور ہم روز قیامت اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! تو مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو بصیرت کا حامل تھا (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا

چاہیئے تھا تو میری آیات کو بھول گیا تھا تو آج تجھے بھی بھلا دیا جاتا ہے۔ ہم ایسا ہی بدلہ ہر اس شخص کو دیتے ہیں جو حد سے گذرنے والا ہو اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے، بے شک آخرت کا عذاب سخت اور باقی رہنے والا ہے۔"

آیات الٰہی کے منکرین کا مندرجہ بالا انجام مشیت خداوندی سے طے شدہ اس قانون کی مطابقت میں ہے جس کے تحت یہ طے کر دیا گیا ہے کہ جو دنیا کا اندھا ہو گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا بلکہ قطعی گم کردہ راہ۔ اس بین اصول کو سورۃ بنی اسرائیل میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾ (سورۃ بنی اسرائیل: ۷۲)

"اور جو شخص دنیا کی زندگی میں اندھا ہے وہ آخرت کی زندگی میں بھی اندھا ہو گا بلکہ راہ سے قطعی بھٹکا ہوا۔"

روزِ قیامت ایسے لوگ جو منکرینِ آیاتِ ربانی ہیں انہیں ایک الگ گروہ کی شکل دے دی جائے گی اور جب ان سے ان کے دنیاوی طرزِ عمل کی بابت سوالات کیئے جائیں گے تو ان کے پاس اپنے ان افعال کا کوئی جواز نہیں ہو گا اور وہ کچھ بھی نہیں بول سکیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ
قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ (سورۃ النمل: ۸۳۔۸۵)

"جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان لوگوں کے گروہ کو جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے گھیر کر لائیں گے پھر وہ سب کے سب الگ کر دیئے جائیں گے۔ جب سب کے سب آ پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے میری آیات کو باوجود یہ کہ تم نے ان کا علمی لحاظ سے احاطہ نہیں کیا تھا کیوں جھٹلایا؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کیا کچھ کرتے رہے؟ بہ سبب

اس کے کہ انہوں نے ظلم کیا تھا ان پر بات جم جائے گی اور وہ کچھ بھی بول نہیں سکیں گے۔"

ان کا یہ عمل اتنا برا ہے کہ اس کے نتیجے میں ان کے تمام دنیاوی اعمال ضائع ہو جائیں گے اور جب اعمال کا وزن ہو گا تو ان کے پاس اپنے اچھے اعمال کا سرے سے کوئی میزان (Balance) نہیں ہو گا، کیونکہ مشیت ایزدی سے طے شدہ قانون کے مطابق ان کے اس قسم کے طرز عمل کی وجہ سے ان کے تمام تر اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر پھر ان کا شمار خاسرین میں ہو گا یعنی ایسے لوگ جن کے اعمال بد کا میزان ان کے اعمال صالحہ کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتا ہے یا اعمال صالحہ سرے سے موجود ہی نہیں ہوتے، یوں نتیجے کے طور پر انہیں واصلِ جہنم کر دیا جائے گا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ (سورۃ الکہف:۱۰۳۔۱۰۶)

"کہہ دیجیئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ بہ اعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بے کار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا اس لیے ان کے اعمال غارت ہو گئے پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہیں کریں گے، حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا

مذاق اڑایا۔"

اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کی تکذیب کریں یا ان سے انحراف کریں وہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِيۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۲۸﴾ (سورۃ حٰم السجدہ:۲۸)

"اللہ کے دشمنوں کی سزا یہی جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ہماری آیات سے انکار کا بدلہ ہے۔"

قرآن حکیم نے قوانین خداوندی یا اللہ تعالیٰ کی آیات کے انحراف کا نتیجہ بالآخر تمام اعمال کے ضائع ہونے کی صورت میں بتایا ہے:

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾ (الاعراف: ۱۴۷)

"اور جن لوگوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور آخرت کی پیش آنے سے منکر ہوئے تو (یاد رکھ!) ان کے سارے کام اکارت گئے۔ انہوں نے جو کچھ بدلا پایا وہ اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ انہیں کے کرتوتوں کا پھل تھا۔"

ان آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے دو ممکنات رکھ دی ہیں اور اس سے کہہ دیا ہے کہ ان میں سے جو راستہ چاہو اختیار کر لو لیکن اتنا سمجھ رکھو کہ تم نے یہ راہ اختیار کی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ اور اگر وہ راستہ اختیار کیا تو اس کا خمیازہ وہ ہو گا۔ اس کو غیر متبدل قانون کہا جاتا ہے اور اس قانون

کا مقرر کیا جانا تقدیر کہلاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا حکم مستقل طور پر دے دے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ اس کا نتیجہ یہ ہو گا، تو اس حکم کو غیر متبدل قانون کہا جائے گا۔ اسلام دین ہے اور دین میں قوانین دیے جاتے ہیں۔ خود لفظ دین کے معنی بھی بدلہ یا قانون کے ہیں۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اس لیے اس میں دیے گئے احکام میں اب بتدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اور اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان احکام کے مطابق عمل کرنے کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اس لیے قرآنِ حکیم ضابطۂ قوانینِ خداوندی ہے۔

❁ ❁